

کربلا میں صحابہ رسول (ص) کا کردار

<?xml encoding="UTF-8?">

مقدمہ:

حضرت امام حسین علیہ السلام کا انقلاب پوری امت اسلامیہ کی نجات، توحید کی سربلندی اور انسانیت کی آزادی کا پیغام لے کر آیا تھا لیکن صدامسوس کہ اس انقلاب سے پوری امت اسلامیہ نے وہ فائدہ حاصل نہ کیا جس کے امام حسین علیہ السلام خواہشمند تھے۔ اس کی ایک وجہ دشمن کی جانب سے اس مقدس انقلاب کے خلاف مذموم الزام تراشیاں ہیں جن کے ذریعے مقاصد و اہداف امام حسین (ع) کو غلط رنگ دے کر سادہ لوح مسلمانوں کو اس نورالہی سے دور رکھنے کی ناجائز کوشش کی گئی۔ بنی امیہ کے حامیوں اور ظالم حکومتوں کے آلہ کار افراد نے انقلاب حسین (ع) پر غیر آئینی اقدام کا الزام لگاتے ہوئے کہا کہ اس کی نوعیت خلیفۃ المسلمین کے خلاف بغاوت اور لشکر کشی کی ہے چنانچہ ”شوکانی“ نقل کرتے ہیں:

”کچھ علماء حد سے گذر گئے اور وہ فرزند رسول (ص) حضرت امام حسین (ع) کے اقدام کو شرابی، نشے باز اور حرمت شریعت مطہرہ کی ہتک کرنے والے یزید بن معاویہ (ان پر خدا کی لعنت ہو) کے خلاف بغاوت سمجھتے ہیں!!“ (۱)

اس الزام کا ایک جواب یہ ہے کہ یہ بات سلف صالح کی روش کے متضاد ہے چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ اس وقت کے علماء، صحابہ، تابعین اور سیاست دان سب اس بات پر متفق تھے کہ حضرت امام حسین (ع) حق پر ہیں انہوں نے یزید کے اس غیر انسانی اقدام کی مذمت کی اور کسی نے بھی حضرت امام حسین علیہ السلام کے اقدام کو خلیفہ المسلمین کے خلاف بغاوت نہیں سمجھا چنانچہ مولانا مودودی لکھتے ہیں:

”اگرچہ ان (حسین (ع)) کی زندگی میں اور ان کے بعد بھی صحابہ و تابعین میں سے کسی ایک شخص کا بھی یہ قول ہمیں نہیں ملتا کہ آپ (ع) کا خروج ناجائز تھا اور وہ ایک فعل حرام کا ارتکاب کرنے جارہے تھے۔“ (۲)

ہم ثابت کریں گے کہ صحابہ و تابعین کا مخالفت کرنا تو کجا کثیر تعداد میں صحابہ کرام اور تابعین نے انقلاب حسین (ع) کی حمایت کرتے ہوئے اپنی جانیں قربان کر دیں بعض مادہ پرست لوگوں نے اس واقعہ کو دو خاندانوں کی جنگ قرار دینے کی مذموم کوشش کی اور بعض افراد نے امام حسین (ع) کے مقصد کو ”حکومت طلبی“ سے تعبیر کیا ان اعتراضات کے جواب مدلل انداز میں مفصل کتب میں پیش کئے گئے ہیں اس مقالہ میں کوشش کی گئی ہے کہ ان پاکیزہ اذہان جنہیں ”حقائق“ کی تلاش رہتی ہے پر ایک خاص زاویہ سے انقلاب امام حسین (ع) کے مقدس ہونے اور یزید کی اسلام دشمنی کو واضح کیا جائے۔

امام حسین علیہ السلام ایک فرد نہیں تھے جنہوں نے یزید بن معاویہ کی باطل حکومت کے خلاف قیام کیا بلکہ آپ (ع) اس مقدس تحریک کے عظیم راہبر تھے جو اس وقت کی باطل، اسلام دشمنی اور ناجائز حکومت کے خلاف وجود میں آئی امام حسین (ع) کو پیغمبر اسلام (ص) نے ”ہدایت کا چراغ“ قرار دیا تھا: (انّ الحسین (ع) مصباح الہدی وسفینۃ النجاة) اس وقت جب امت گمراہی کی تاریکیوں میں ڈوب رہی تھی امام حسین (ع) ہادی و راہنما بن کر ایسی تحریک کا آغاز کرتے ہیں جس کا ہر اسلام خواہ، غیرت مند اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عقیدت و محبت رکھنے والے شخص نے ساتھ دیا۔

ہاں البتہ اس تحریک کی حمایت کرنے والوں کی نوعیت مختلف تھی بعض نے زبانی کلامی حمایت کی اور بعض افراد جن میں اصحاب رسول(ص) کی ایک خاص تعداد تھی نے اپنی جان کی بازی لگا کر اس انقلاب کو پائیدار کرنے میں مدد کی۔

امید ہے یہ مقالہ ”حق“ کے ہرمتلاشی مخصوصاً ان افراد کے لئے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے خاص عقیدت و محبت رکھتے بہترین راہنما ثابت ہوگا اس لئے کہ امام حسین (ع) کی پیروی میں صحابہ کرام کی کثیر تعداد نے قربانیاں پیش کی ہیں بعض اصحاب کربلا میں پہنچ کر علی الاعلان یزید کے باطل نظریات کے خلاف جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے بعض کربلا سے قبل کوفہ یا دیگر مقامات پر امام حسین علیہ السلام کی حمایت کے جرم میں یزیدی کارندوں کے ہاتھوں شہید کر دیئے گئے نیز بعض اصحاب جو کچھ وجوہات کی بنا پر واقعہ کربلا میں شریک نہ ہو سکے تھے امام حسین (ع) کی شہادت کے بعد یزید کے مظالم کے خلاف اور امام حسین (ع) کی حمایت میں قیام کرتے ہیں اور جانیں قربان کر کے ثابت کرتے ہیں کہ اس راہ میں موت شہادت و سعادت کی موت ہے۔

اس تحریر میں صرف ان اصحاب رسول اللہ (ص) کے احوال و واقعات کو درج کیا گیا ہے جو کربلا میں نواسۂ رسول اللہ (ص) کی حمایت کرتے ہوئے شہادت کے مقام پر فائز ہوئے۔ شہداء کربلا اصحاب کو مختلف معتبر منابع سے ذکر کرنے کی کوشش کی گئی ہے بعض ان صحابہ کرام (ع) کے اسمائے گرامی درج کرنے سے اجتناب کیا گیا ہے جو معتبر کتب میں درج نہ تھے یہ بات بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ ”صحابی“ کی تعریف میں اختلاف نظر کو مدنظر رکھتے ہوئے اس نظریہ کے مطابق اصحاب کو درج کیا گیا ہے جو صحابی رسول (ص) کے مفہوم میں وسعت کا قائل ہے چنانچہ اس نظریہ کے حامی افراد میں ہم صرف ابن حجر عسقلانی کی عبارت کو نقل کرتے ہیں:

”واضح ما وقفت علیہ من ذالک انّ الصحابی من لقی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنّاً بہ ومات علی الاسلام ، فیدخل فی من لقیہ من طالت مجالستہ اوقصرّت ، ومن روئ عنہ اولم یزوّ ، ومن غزا معہ اولم یغیر ومن رأہ رویۃ ولو لم یجالسہ ومن لم یزہ لعارضٍ کالعمی۔۔۔۔۔“

”صحیح ترین تعریف یہ ہے کہ حالت ایمان میں پیغمبر (ص) کی زیارت کرنے والے اور اسلام کی حالت پر فوت ہونے والے کو صحابی کہتے ہیں اس تعریف کے مطابق ہر وہ شخص صحابی ہوگا جو طولانی مدت یا کم مدت پیغمبر (ص) کی صحبت میں رہا ، جنگ میں شریک ہوا یا نہ ، باقاعدہ زیارت کی یا کسی مجبوری (جیسے نابینا ہونے) کی وجہ سے زیارت سے محروم رہا۔۔۔۔۔“

اسی تعریف کے مطابق شہداء کربلا صحابہ میں بعض ایسے افراد کو بھی ذکر کیا گیا ہے جو ”صحابہ ادراکی“ ہیں یعنی زیادہ مدت پیغمبر (ص) کی خدمت میں موجود نہ تھے گرچہ بعض صحابہ ایسے بھی ہیں جو رسول اللہ (ص) کے ساتھ غزوات میں شریک ہونے کے باوجود شہادت سے محروم رہے پھر 71 ھ میں نواسۂ رسول (ص) کا ساتھ دے کر شہادت کی آرزو تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔

1اسلم بن كثير الازدي(يامسلم بن كثير):

زیارت ناحیہ میں ان کانام ”اسلم“ ذکر ہوا ہے جبکہ کتب رجال میں بجائے ”اسلم“ کے ”مسلم بن کثیر الازدی الاعرج“ بیان ہوا ہے زیارت ناحیہ کے جملات یوں ہیں: ”السلام علیٰ اسلم بن کثیر الازدی الاعرج۔۔۔۔۔“ (۴) مرحوم زنجانی نے نقل کرتے ہیں کہ یہ صحابی رسول (ص) تھے (۵) مرحوم شیخ طوسی (رہ) اور مامقانی (رہ) نے اپنی کتب رجال میں نقل کرتے ہیں کہ جنگ جمل میں تیر لگنے سے پاؤں زخمی ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ”اعرج“ (ایک پاؤں سے اپایاج) ہو گئے انہوں نے صحبت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درک کیا تھا۔

عسقلانی لکھتے ہیں: ”مسلم بن کثیر بن قلیب الصدفی الازدی الاعرج۔۔۔ الکوفی لہ ادراک للنبی(ص)“ مزید اضافہ کرتے ہیں فتح مصر میں بھی یہ صحابی رسول(ص) حاضر تھے طبری اور ابن شہر آشوب نے ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کربلا میں حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے۔(۶)

مسلم بن کثیر ”ازد“ قبیلہ کے فرد تھے جب امام حسین علیہ السلام نے مدینہ سے ہجرت کی تو ان دنوں یہ صحابی رسول(ص) کوفہ میں قیام پذیر تھے یہی وجہ ہے امام حسین علیہ السلام کو کوفہ میں آنے کی دعوت دینے والوں میں یہ شامل ہیں پھر حضرت مسلم بن عقیل (ع) جب کوفہ میں سفیر حسین(ع) بن کر پہنچے تو انہوں نے حضرت مسلم بن عقیل کی حمایت کی لیکن حضرت مسلم(ع) کی شہادت کے بعد کوفہ کو ترک کیا اور کربلا کے نزدیک حضرت امام حسین علیہ السلام سے جاملے اور پہلے حملہ میں جام شہادت نوش کیا۔(۷)

حضرت رسول اکرم(ص) نے اپنے اس صحابی کے متعلق جو ایک جنگ میں ”اعرج“ ہونے کے باوجود شریک ہوئے اور اپنی جان کی قربانی پیش کی فرمایا: ”والذی نفسی بیدہ لقد رأیت عمرو بن الجموح یطأ فی الجنہ بعرجتہ۔۔۔۔۔۔۔۔“

یعنی مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے دیکھ رہا ہوں عمرو بن الجموح کو کہ لنگڑا ہو کر بھی جنت میں ٹہل رہا ہے اس بنا پر حضرت مسلم بن کثیر کا بھی وہی مقام ہے کہ اگرچہ قرآن فرماتا ہے: (لیس علی الاعمی خرج ولا علی الاعرج حرج)(۸) یعنی جہاد میں شرکت نہ کرنے میں اندھے پر کوئی حرج نہیں اور نہ ہی لنگڑے پر کوئی مؤاخذہ ہے لیکن اس فداکار اسلام نے نواسہ رسول(ص) کی حمایت میں اپنی اس اپاہج حالت کے باوجود جان قربان کر کے ثابت کیا کہ اسلام کے تحفظ کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہئے یہی وجہ ہے ”صاحب تنقیح المقال“ کے یہ جملے ہیں: ”شہید الطف غنی عن التوثیق“ فرماتے ہیں چونکہ کربلا کے شہداء میں شامل لہذا وثاقت کی بحث سے بے نیاز ہیں۔

2 انس بن حارث:

حضرت پیغمبر (ص) کے صحابی تھے جنگ بدر وحنین میں شرکت بھی کی(۹) مرحوم مامقانی فرماتے ہیں: ”انس بن حارث صحابی نال بالطف الشہادۃ“ (۱۰) (صحابی رسول(ص) تھے اور کربلا میں شہادت کے مقام پر فائز ہوئے) ابن عبدالبر اپنی کتاب الاستیعاب میں یوں رقمطراز ہیں ”انس بن حارث روئے عنہ والد اشعث بن سلیم عن النبی(ص) فی قتل الحسین وقتل مع الحسین رضی اللہ عنہما“ (۱۱)

”انس بن حارث کے واسطہ سے اشعث بن سلیم کے والد نے نبی اکرم(ص) سے امام حسین(ع) کی شہادت سے متعلق روایت نقل کی ہے کہ یہ (انس بن حارث) حضرت حسین(ع) کے ہمراہ شہید ہوئے۔“

الاستیعاب نے جس روایت کا ذکر کیا ہے وہ یوں ہے کہ حضرت انس بن حارث نے رسول خدا(ص) سے سنا تھا کہ آپ(ص) نے فرمایا: ”میرا بیٹا (حسین) کربلا کی سرزمین پر قتل کیا جائے گا جو شخص اس وقت زندہ ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ میرے بیٹے کی مدد و نصرت کو پہنچے۔“ روای کہتا ہے کہ انس بن حارث نے پیغمبر(ص) کے اس فرمان پر لبیک کہتے ہوئے کربلا میں شرکت کی اور امام حسین(ع) کے قدموں پر اپنی جان نچھاور کر دی۔(۱۲)

اس حدیث نبوی (ص) کی اہمیت کے پیش نظر ضروری سمجھتے ہیں کہ اسے کامل سند کے ساتھ ذکر کر دیا جائے: ”سعد(سعید) بن عبدالملک بن واقد الحرانی بن عطا بن مسلم الخفاف عن اشعث بن سلیم عن ابیہ قال سمعت انس بن حارث یقول: سمعت رسول اللہ(ص) یقول: ان ابنی هذا (یعنی الحسین) یقتل بارض یقال لہا کربلا فمن شہد منکم فلینصرہ۔“

قال(العسقلانی): ”فخرج انس بن الحرث الی کربلا فقتل مع الحسین۔“

صاحب فرسان نے ابن عساكر سے یوں نقل کیا ہے: ”وقال ابن عساكر انس بن الحرث كان صحابياً كبيراً ممن رأى النبي(ص) وسمع حديثه وذكره عبدالرحمن السلمي في اصحاب الصفه.....“ (۱۳)

”ابن عساكر لکھتے ہیں کہ انس بن الحرث ان عظیم اصحاب رسول(ص) میں سے تھے جنہیں حضرت پیغمبر(ص) کی زیارت نصیب ہوئی انہوں نے آپ(ص) سے حدیث بھی سنی تھی عبدالرحمن سلمی نے انہیں اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے۔۔۔“

بلاذری لکھتے ہیں کہ حضرت انس کوفہ سے نکل پڑے ایک مقام پر امام حسین(ع) اور عبیداللہ بن جرجعی کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی فوراً امام حسین(ع) کی خدمت حاضر ہوئے اور قسم کھانے کے بعد عرض کی ”کوفہ سے نکلتے وقت میری نیت یہ تھی کہ عبیداللہ بن حر کی طرح کسی کاساتھ نہ دوں گا (نہ امام(ع) کا نہ دشمن کا) یعنی جنگ سے اجتناب کروں گا لیکن خداوند نے میری مدد فرمائی کہ آپ(ع) کی مدد و نصرت کرنے کو میرے دل میں ڈال دیا اور مجھے جرأت نصیب فرمائی تاکہ اس حق کے راستے میں آپ(ع) کا ساتھ دوں۔“ حضرت امام حسین علیہ السلام نے انہیں ہدایت اور سلامتی ایمان کی نوید سنائی اور انہیں اپنے ساتھ لے لیا۔ (۱۷)

یہ صحابی رسول(ص) نواسہ رسول(ص) کے دشمنوں سے جنگ کرنے کی غرض سے کربلا میں موجود ہیں حضرت امام حسین(ع) نے اپنے اس وفادار ساتھی کو یہ ذمہ داری سونپی کہ عمر بن سعد کو حضرت (ع) کا پیغام پہنچائے اور اس ملعون کو نصیحت کرے کہ شاید وہ ہوش میں آجائے اور قتل حسین(ع) سے باز رہے جب حضرت انس، عمر بن سعد کے پاس پہنچے تو اس کو سلام نہ کیا عمر بن سعد نے اعتراض کیا کہ مجھے سلام کیوں نہیں کیا، آیا تو مجھے کافر اور منکر خدا سمجھتا ہے؟ حضرت انس نے فرمایا: ”تو کیسے منکر خدا اور رسول(ص) نہ ہو جبکہ تو فرزند رسول(ص) کے خون بہانے کا عزم کر چکا ہے!“ یہ جملہ سن کر عمر بن سعد سرنیچے کر لیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میں بھی جانتا ہوں کہ اس گروہ (گروہ حسین(ع)) کا قاتل جہنم میں جائے گا لیکن عبیداللہ بن زیاد کے حکم کی اطاعت ضروری ہے۔ (۱۸)

ابتدائی ملاقات سے حضرت انس تکلیف دہ حالات اپنی نظروں سے دیکھ رہے تھے لہذا جب دشمن کی طرف سے جنگ شروع ہوئی تو حضرت انس بھی دیگر اصحاب حسین علیہ السلام کی طرح حضرت امام (ع) سے اجازت طلب کر کے عازم میدان ہوئے یہ مجاہد جوان نہیں تھا گواہان جوان تھا نقل کرتے ہیں کہ حضرت انس کی حالت یہ تھی کہ سن پیری (بڑھاپے) کی وجہ سے خمیدہ (جھکی ہوئی) کمر کوشال (رومال) سے باندھ کر سیدھا کرتے ہیں ، سفیدابرو، آنکھوں پر پڑ رہے تھے ، رومال پیشانی پر باندھ کر اپنی آنکھوں سے ان بالوں کو ہٹاتے ہیں اور میدان کارزار میں روانہ ہوتے ہیں۔ حضرت امام حسین(ع) نے جب اپنے اس بوڑھے صحابی کو دیکھا تو حضرت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا: ”خدا تجھ سے یہ قربانی قبول کرے اے پیر مرد۔“ (۱۹)

ہرمجاہد جنگ کرتے وقت رجز (مجاہدانہ اشعار) پڑھا کرتا تھا جورجز حضرت انس نے پڑھا ہے نہایت پرمعنی تھا پہلے اپنا تعارف کرایا پھر کہا:

”واستقلبوا لقوم بغیر الآن آل علی شیعۃ الرحمن، وآل حرب شیعۃ الشیطان“ (۲۰)

کاہل ودان نسب جانتے ہیں کہ میرا قبیلہ دشمن کو نابود کرنے والا ہے اے میری قوم شیرغراں کی طرح دشمن کے مقابلے میں جنگ کرو کیونکہ آل علی(ع) رحمان کے پیروکار جبکہ آل حرب (بنو سفیان) شیطان کے پیروکار ہیں۔ بڑھاپے کے باوجود سخت جنگ کی ۱۲ یا ۱۸ دشمنوں کو قتل کرنے کے بعد جام شہادت نوش کیا زیارت ناحیہ کے جملات یہ ہیں: ”السلام علی انس بن کاہل الاسدی“ (۲۱)

3 بکرین حی:

علامہ سماوی نے اپنی کتاب ابصارالعین میں حقائق الوردیہ سے نقل کیا ہے کہ ”بکربن حی“ کوفہ سے عمر بن سعد کے لشکر میں شامل ہو کر کربلا پہنچا لیکن جب جنگ شروع ہونے لگی تو حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عمر بن سعد کے خلاف جنگ کرتے ہوئے پہلے حملے میں شہید ہو گئے منہی الآمال میں ان کا ذکر ان شہداء میں موجود ہے جو حملہ اولیٰ میں شہید ہوئے۔ (۲۲) تنقیح المقال نے ”بکربن حی“ کو شہدائے کربلا میں شمار کیا ہے عبارت یوں ہے: ”بکربن حی من شهد الطف بحکم الوثاقۃ“ ابن حجر عسقلانی نے ”بکربن حی“ کے ترجمہ میں لکھا ہے: ”بکربن حی بن علی تمیم بن ثعلبہ بن شہاب بن لام الطائی..... نہ ادراک ولولده مسعود ذکربالکوفة فی زمان الحجاج وکان فارساً شجاعاً.....“ (۲۳)

(بکرن حی۔۔۔ نے حضرت پیغمبر(ص) کے محضر مبارک کودرک کیا اور ان کے بیٹے مسعود کے بارے میں ملتا ہے کہ حجاج بن یوسف کے زمانے میں کوفہ میں مقیم تھا۔)

”الاصابہ“ میں ”بکرن حی“ کے صحابی رسول(ص) ہونے کی گواہی ملتی ہے گویان نہیں کیا کہ یہ صحابی کربلا میں شہید ہوئے یا نہ؟ لیکن دیگر منابع رجال ومقاتل میں انہیں شہدائے کربلا میں شمار کیا گیا ہے۔

4جابرین عروہ غفاری:

کتاب ”شہدائے کربلا“ میں بیان ہوا ہے کہ متاخرین کے نزدیک یہ صحابی رسول خدا(ص) تھے جو کربلا میں شہید ہوئے جنگ بدر اور دیگر غزوات میں رسول اکرم(ص) کے ہمراہ شریک ہوئے یہ بوڑھے صحابی روز عاشورا رومال باندھ کر اپنے ابروؤں کو آنکھوں سے ہٹاتے ہیں اور عازم میدان جنگ ہوتے ہیں جب امام علیہ السلام کی نظر پڑی تو فرمایا: اے پیر مرد! خدا تجھے اجردے۔“ (۲۴)

ذبیح اللہ محلاتی نے مقتل خوارزمی سے درج ذیل عبارت نقل کی ہے: ”ثم یرز جابر بن عروۃ الغفاری وکان شیخاً کبیراً وقد شهد مع رسول اللہ بدرًا او حنیناً وجعل یشد وسطه بعمامعته ثم شد حاجبیه بعصابته حتی رفعهما عن عینیہ والحسین (ع) ینظر الیه وهو یقول شکر اللہ سعیک یا شیخ فحمل فلم یزل یقاتل حتی قتل ستین رجلاً ثم استشهد رضی اللہ عنہ“ (۲۵)

بعض کتب جیسے تنقیح المقال، مقتل ابی مخنف اور وسیلة الدارین میں صحابی رسول (ص) اور شہید کربلا کے عنوان سے بیان ہوا ہے البتہ دیگر معتبر منابع میں ان کا ذکر موجود نہیں اس وجہ سے بعض محققین ان کے بارے میں مردد ہیں۔ ”تنقیح“ کے جملات یہ ہیں ”جابر بن عمیر الانصاری، صحابی مجهول“ (۲۶) جبکہ وسیلة الدارین کی عبارت کے مطابق یہ صحابی رسول تھے اور جنگ بدر کے علاوہ دیگر جنگوں میں بھی شریک رہے۔ ”انّ جابر بن عروہ کان اصحاب رسول اللہ (ص) یوم بدر وغیرہا۔۔۔“ (۲۷) جب دشمن کے مقابلہ میں آئے تو یہ رجز پڑھا:

قد علمت حقاً بنو غفار وخندف ثم بنو نزار

ينصرنا لآحمد مختار ياقوم حاموا عن بني الاطهار

الطيبين السادة الاخيار صلى عليهم خالق الابرار

”یہ بنو غفار و خندف نزار قبائل جانتے ہیں کہ ہم پاور محمد مصطفیٰ (ص) ہیں اے لوگو آل اطہار (ع)

جوسیدوسردار ہیں ان کی حمایت کرو کیونکہ خالق ابرار نے بھی ان پردرد و سلام بھیجا ہے۔“
ان الفاظ کے ساتھ دشمن پر آخری حجت تمام کرتے ہوئے چند افراد کو واصل جہنم کرنے کے بعد جام شہادت نوش کیا۔ (۲۸)

5 جنادۃ بن کعب الانصاری:

جنادہ بن کعب وہ صحابی رسول (ص) ہیں جو حضرت امام حسین (ع) کی نصرت کے لئے کربلا میں اپنی زوجہ اور کم سن فرزند کے ساتھ شریک ہوئے خود کو اپنے بیٹے سمیت نواسۂ رسول (ص) کے قدموں پر قربان کر دیا علامہ رسولی محلاتی نقل کرتے ہیں جنادہ صحابی رسول خد (ص) اور حضرت علی علیہ السلام کے مخلص شیعہ تھے جنگ صفین میں حضرت علی (ع) کے ساتھ شریک ہوئے (۲۹) اور کوفہ میں حضرت مسلم بن عقیل کے لئے بیعت لینے والوں میں شامل تھے حالات خراب ہونے کی وجہ سے کوفہ کو ترک کیا اور امام حسین (ع) سے جاملے۔
تنقیح المقال نے جنادہ کے ترجمہ کو اس طرح بیان کیا ہے: ”جنادۃ بن (کعب) بن الحرث السلمانی الازدی الانصاری الخرزجی من شهداء الطف... وقد ذکر اهل السیرانہ کان من اصحاب رسول اللہ (ص).....“ (۳۰)
صاحب کتاب فرسان نے تاریخ ابن عساکر کے حوالے سے نقل کیا ہے: ابن مسعود روایت کرتے ہیں ”حضرت پیغمبر اکرم (ص) نے جنادۃ بن الحارث کو ایک مکتوب میں بیان فرمایا کہ یہ مکتوب محمد رسول اللہ (ص) کی جانب سے جنادہ اور اس کی قوم نیز ہراس شخص کے لئے ہے جو اس کی پیروی کرے گا کہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور خدا و رسول (ص) کی اطاعت کریں جو اس حکم پر عمل کرے گا خدا و رسول (ص) کی حفظ و امان میں رہے گا۔“ (۳۱) اس فداکار صحابی رسول (ص) نے اپنے راہبر کے حکم پر عمل کر کے نہ فقط مال کی زکوٰۃ ادا کی بلکہ اپنی جان اور اولاد کی زکوٰۃ بھی دیتے ہوئے دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کر لی حضرت جنادہ کی زوجہ ”مسعود خرزجی“ کی بیٹی اور بیڑی شجاع و فداکار خاتون تھی جب جنادہ شہید ہو چکے تو اس مجاہدہ عورت نے اپنے خوردسال بیٹے عمرو بن جنادہ کو (جو گیارہ یا نو سال (۳۲) کی عمر میں تھا) کو حکم دیا کہ جاؤ جہاد کرو یہ باادب بچہ ماں کی اجازت کے باوجود اپنے مولا و آقا حضرت امام حسین (ع) کی خدمت میں آیا اور بیڑے احترام سے عرض کی مجھے جہاد کی اجازت عطا فرمائیں۔ حضرت (ع) نے اجازت دینے سے یہ کہہ کر انکار کیا کہ شاید تیری ماں راضی نہ ہو (کیونکہ تیرا سن چھوٹا ہے اور تیری ماں بوڑھی ہے) یہ جملات سننے تھے کہ اس ننھے مجاہد نے عرض کی کہ ”اے امی قد امرتني“ (میری ماں تو مجھے اجازت دے چکی ہیں) میری ماں نے نہ فقط اجازت دی ہے بلکہ مجھے لباس جنگ اس نے خود پہنایا ہے اور حکم دیا ہے آپ (ع) پر جان قربان کردوں امام حسین (ع) نے جب اس کا جذبہ جہاد دیکھا تو اجازت دی میدان جنگ میں آکر صحابی رسول (ص) کے اس کمسن فرزند نے اپنا تعارف بڑے نرالی انداز میں کرایا خلاف معمول اپنا نام یا والد اور قبیلہ کا ذکر نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ اس کمسن بچے کے بارے میں مؤرخین میں اختلاف ہے کہ یہ کس کافر زند ہے بعض کتب میں یہ جملہ ملتا ہے کہ ”خرج شباب قتل ابوہ فی المعرکہ“ (۳۳) دشمن کو للکار کر کہتا ہے:

امیری حسین و نعم الامیر سرور فواد البشیر النذیر

علی و فاطمۃ والداه فہل تعلمون لہ من نظیر

لہ طلعة مثل شمس الضحیٰ لہ غرہ مثل بدر المنیر (۳۴)

”میرے آقا و سردار اور بہترین سردار حسین (ع) ہیں بشیر النذیر (پیغمبر اکرم (ص)) کے دل کاچین ہیں علی (ع) و فاطمہ (ع) جس کے والدین ہوں کیا اس کی مثال (دنیا میں) کہیں مل سکتی ہے؟ چمکتے سورج کی مانند

نورافشانی کرنے والا اور چودھویں کے چاند کی مانند (تاریکیوں میں) روشنی دینے والا راہنما امام ہیں۔“

میدان جنگ میں شہید ہوجانے کے بعد دشمن نے سر جدا کر کے ماں کی طرف پھینکا ماں نے سراٹھا کر کہا: ”مرحبا“ اے نورعین“ اور پھر دشمن کودے مارا اور عمود خیمہ اٹھا کر دشمن کی فوج پر حملہ کرنا چاہا لیکن حضرت امام حسین (ع) نے واپس بلالیا اور اس با وفا خاتون کے حق میں دعا فرمائی۔ حضرت جنادہ کانام بعض منابع میں ”جابر“ (۳۵) یا ”جبار“ یا ”جیاد“ درج ہوا ہے ان کے والد کے نام کو بھی بعض نے ”حارث“ (۳۶) اور بعض نے ”حرث“ (۳۷) ذکر کیا جبکہ قاموس (۳۸) میں ”جنادہ“ کے نام سے موجود ہے ان کے قبیلہ کانام ”سلمانی“ (۳۹) یا ”سلمانی ازدی“ (۴۰) بیان ہوا ہے یہ صحابی رسول (ص) ”عذیت الہجانات“ کے مقام پر امام حسین (ع) کے حضور شرفیاب ہوئے اسی دوران ”حر“ امام حسین (ع) کا راستہ روک کر انہیں گرفتار کرنا چاہتا تھا جبکہ امام (ع) کی شدید مخالفت کی وجہ سے اس کام سے باز رہا امام علیہ السلام ان تازہ شامل ہونے والے افراد (جیسے جنادہ بن حارث) کے ذریعے کوفہ کے حالات سے مطلع ہوئے اس وقت سے لے کر روز عاشور تک ساتھ رہے صبح عاشور جنادہ بعض دیگر افراد کے ساتھ تلوار ہاتھ میں لے کر دشمن کے لشکر پر حملہ آور ہوئے دشمن کے نرغہ میں جانے کی وجہ سے تمام افراد ایک مقام پر درجۂ شہادت پر فائز ہوئے۔ (۴۱) زیارت رجبیہ و ناحیہ میں ان پر ”سلام“ ذکر ہوا ہے۔

6جندب بن حجير الخولاني الكوفي:

”جندب بن حجير كندى خولانى“يا”جندب بن حجر“(۲۲)پیغمبر اکرم (ص) کے عظیم صحابی اور اہل کوفہ میں سے تھے یہ ان افراد میں سے ہیں جنہیں حضرت عثمان نے کوفہ سے شام بھیجا تھا جنگ صفین میں بھی شرکت کی اور حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے قبیلہ ”کندہ اورازد“ کے لشکر کے سپہ سالار مقرر ہوئے اور واقعہ کربلا میں امام حسین(ع) کے ہمرکاب جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔(۲۳)

صاحب وسیلة الدارين لکھتے ہیں:”قال ابن عساكر فى تاريخه هو جندب بن حجير بن جندب بن زهير بن الحارث بن كثير بن جثم بن حجير الكندى الخولانى الكوفى يقال له صحبة مع رسول الله وهو من اهل الكوفة وشهد مع النبى(ص)۔۔۔۔۔وقال علماء السير ومنهم الطبرى: انه قاتل جندب بن حجير بين يديه الحسين(ع) حتى قتل فى اول القتال۔۔۔۔۔“(۲۴)

مندرجہ بالا ترجمہ کے مطابق یہ صحابی رسول(ص) اور شہدائے کربلا میں سے تھے۔

جندب بن حجیر کے صحابی رسول(ص) ہونے میں اتفاق ہے لیکن مقام شہادت میں اختلاف ہے ابن عساکر انہیں جنگ صفین کے شہداء میں ذکر کرتے ہیں۔(۴۵) لیکن بعض دیگر معتبر منابع انہیں شہدائے کربلا میں شمار کرتے ہیں تنقیح المقال میں ان کا ترجمہ اس طرح ہے: "شہد الطف... وعدہ الشیخ من رجالہ من اصحاب الحسین(ع) واقول ہو جندب بن حجیر الکندی الخولانی الکوفی و ذکر اہل السیر انّ لہ صحبۃ و..." (۴۶)

نیز رجال طوسی "اقبال" اور "اعیان الشیعہ" میں بھی شہدائے کربلا کی فہرست میں ذکر کیا گیا ہے۔(۴۷)

جندب کوفہ کے نامدار اور معروف شیعہ افراد سے تعلق رکھتے تھے کوفہ کے حالات خراب ہونے کی وجہ سے وہاں سے نکل پڑے عراق میں حرک الشکر پہنچنے سے قبل حضرت امام حسین(ع) سے مقام "حاجر" میں ملاقات کی اور امام(ع) کے ہمراہ وارد کربلا ہوئے جب روز عاشور(عمر سعد کی طرف سے) جنگ شروع ہوئی یہ دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے پہلے حملہ میں مقام شہادت پر فائز ہوئے۔(۴۸)

7 حبیب بن مظاہر الاسدی:

خاندان بنی اسد کے معروف فرد حضرت رسول اکرم (ص) کے صحابی اور امام حسن و امام حسین علیہم السلام کے وفادار ساتھی تھے (۴۹) عسقلانی ان کا ترجمہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ ”حبیب بن مظاہر بن رئاب بن الاشتر... الاسدی کان صحابياً له ادراك وعمر حتى قتل مع الحسين (ع) يوم الطف مع ابن عمه ربيعة بن خوط بن رئاب مكنى اباثور“ (۵۰)

معتبر منابع میں ان کے حالات زندگی اور کربلا میں جہاد کا ذکر مفصل ملتا ہے حبیب بن مظاہر حضرت علی علیہ السلام کے شاگرد خاص اور وفادار صحابی تھے اپنے مولاعلی (ع) کے ساتھ کئی جنگوں میں شرکت کی بہت سے علوم پر دسترس تھی زہد و تقویٰ کے مالک تھے ان کا شمار پارساں شب اور شیران روز میں ہوتا ہے ہر شب ختم قرآن کرتے تھے۔ (۵۱)

صاحب رجال کشی (اختیار معرفة الرجال)، فضیل بن زبیر کے حوالہ سے حضرت حبیب بن مظاہر اور میثم تمار کے مابین ہونے والے مکالمے کو نقل کرتے ہیں جس میں یہ دونوں حضرات اپنی شہادت سے متعلق پیش آنے والے حالات سے ایک دوسرے کو آگاہ کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے یہ تربیت شدہ شاگرد ”علم باطن“ اور ”علم بلايا و منایا“ (آئندہ آنے والی مشکلات و مصائب) پر کس قدر تسلط رکھتے تھے تفصیلی مکالمہ ملاحظہ ہو۔ ”رجال کشی ص ۷۸“

حضرت حبیب بن مظاہر کا شمار راویان حدیث میں بھی ہوتا ہے روایت میں ہے کہ حبیب ایک مرتبہ امام حسین (ع) سے سوال کرتے ہیں کہ آپ حضرات قبل از خلقت آدم (ع) کس صورت میں تھے؟ حضرت امام حسین (ع) نے فرمایا: ”ہم نور کی مانند تھے اور عرش الہی کے گرد طواف کر رہے تھے اور فرشتوں کو تسبیح و تمحید و تہلیل سکھاتے تھے۔ (۵۲)

حضرت حبیب ان افراد میں شامل تھے جنہوں نے سب سے پہلے امام حسین (ع) کو کوفہ آنے کی دعوت دی (۵۳) پھر جب حضرت مسلم بن عقیل کوفہ پہنچے تو سب سے پہلا شخص جس نے حضرت مسلم کی حمایت اور وفاداری کا اعلان کیا عابس بن ابی شیبہ شاکری تھے اس کے بعد حبیب بن مظاہر کھڑے ہوئے اور عابس شاکری کی بات کی تائید کرتے ہوئے یوں گویا ہوئے: ”خدا تم پر رحم کرے کہ تونے بہترین انداز میں مختصر الفاظ کے ساتھ اپنے دل کا حال بیان کر دیا خدا کی قسم میں بھی اسی نظریہ پر پختہ یقین رکھتا ہوں جیسے عابس نے بیان کیا ہے۔ (۵۴)

اس طرح حبیب حضرت مسلم کے بہترین حامی تھے اور مسلم بن عوسجہ کے ساتھ مل کر حضرت مسلم بن عقیل کے لئے لوگوں سے بیعت لیتے تھے (۵۵) لیکن جناب مسلم بن عقیل کی شہادت کے بعد اہل کوفہ کی بے وفائی کی وجہ سے ان کے قبیلہ والوں نے مجبوراً ان دونوں (حبیب اور مسلم بن عوسجہ) کو مخفی کر دیا لیکن جونہی حبیب بن مظاہر کو امام حسین علیہ السلام کے کربلا پہنچنے کی خبر ملی تورات کے وقت سے فائدہ اٹھا کر حضرت (ع) سے جاملے حالت یہ تھی کہ دن کو مخفی ہوجاتے اور رات کو سفر کرتے یہاں تک کہ اپنی دلی آرزو کو پالیا۔ (۵۶)

اگرچہ بعض منابع نے ذکر کیا ہے کہ حضرت امام حسین (ع) کو جب جناب مسلم بن عقیل کی شہادت کی خبر ملی تو آپ (ع) نے حبیب بن مظاہر کو خط لکھ کر بلایا (۵۷) لیکن یہ مطلب معتبر ذرائع کی روسے ثابت نہیں۔ (۵۸) کربلا پہنچنے کے بعد جب عمر سعد کے لشکر میں اضافہ ہوتا دیکھا تو امام (ع) سے اجازت لے کر اپنے قبیلہ ”بنی اسد“ کے پاس گئے اور مفصل خطاب کے بعد انہیں امام حسین (ع) کی مدد و نصرت کے لئے درخواست کی جس

کا خلاصہ ملاحظہ فرمائیے: ”...میں تمہارے لئے بہترین تحفہ لایا ہوں وہ یہ کہ درخواست کرتا ہوں فرزند رسول (ص) کی مدد کے لئے تیار ہوجاؤ۔۔۔ نواسۂ رسول (ص) آج عمر سعد کے بائیس ہزار لشکر کے محاصرہ میں ہے آپ لوگ میرے ہم قبیلہ ہیں میری بات پر توجہ کریں تاکہ دنیا و آخرت کی سعادت تمہیں نصیب ہوسکے خدا کی قسم تم میں سے جو بھی فرزند رسول خد (ص) کے قدموں میں جان قربان کرے گا مقام اعلیٰ علیین پر حضرت رسول خد (ص) کے ساتھ محشور ہوگا۔ (۵۹) حضرت حبیب کی تقریر اتنی موثر تھی کہ بہت سے لوگوں نے اس آواز پر لبیک کہا اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا ساتھ دینے کے لئے آمادہ و تیار ہو گئے لیکن ”ارزق بن حرب صیدادی“ ملعون نے چار ہزار سپاہیوں کے ساتھ ان افراد پر حملہ کر کے انہیں منتشر کر دیا حبیب نے یہ اطلاع حضرت امام (ع) کو پہنچائی جب حضرت امام حسین (ع) اپنے خدا سے راز و نیاز کرنے کے لئے عصرتا سوعا (نہم محرم) کو دشمن سے مہلت طلب کی تو اس دوران ”حبیب“ نے لشکر عمر سعد کو موعظہ و نصیحت کرتے ہوئے کہا: ”خدا کی قسم! کتنی بری قوم ہوگی کہ جب فردائے قیامت اپنے پیغمبر (ص) کے حضور حاضر ہوں گے تو ایسے حال میں کہ اسی رسول (ص) کے نواسہ اور ان کے یار و انصار کے خون سے اس کے ہاتھ آلودہ ہوں گے۔“

شہادت کی موت سے محبت کا یہ عالم ہے کہ جب شب عاشور اپنے ساتھ ”یزید بن حصین“ سے مزاح کرتے ہیں تو یزید بن حصین نے کہا کہ یہ کیسا وقت ہے مزاح کا جبکہ ہم دشمن کے محاصرے میں ہیں اور ہم موت کے منہ میں جانے والے ہیں تو حبیب نے کہا اے دوست اس سے بہتر کونسا خوشی کا وقت ہوگا جبکہ ہم بہت جلد اپنے دشمن کے ہاتھوں شہید ہو کر بہشت میں پہنچنے والے ہیں۔ (۶۰)

ایک روایت کے مطابق شب عاشور جب ہلال بن نافع نے حبیب بن مظاہر کو بتایا کہ حضرت زینب سلام اللہ علیہا پریشان ہیں کہ میرے بھائی حسین (ع) کے صحابی کہیں بے وفائی نہ کرجائیں تو آپ تمام اصحاب کو جمع کر کے درخیمہ پر لائے اور حضرت زینب (ع) کی خدمت میں صمیم دل سے اظہار وفاداری کیا اور اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کا دوبارہ عہد کیا تاکہ حضرت زینب (ع) کی یہ پریشانی ختم ہوسکے۔ (۶۱)

صبح روز عاشور حضرت امام حسین (ع) نے اپنے لشکر کو منظم کیا دائیں طرف موجود لشکر کی کمانڈ زبیر بن قین اور بائیں طرف حبیب بن مظاہر جبکہ قلب لشکر کی سربراہی حضرت ابوالفضل العباس (ع) کے سپرد کی اسی اثنا میں دشمن کے سپاہی وارد میدان ہو کر مبارزہ طلب کرتے ہیں تو حبیب مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئے لیکن حضرت امام (ع) نے روک لیا اس طرح ظہر عاشور جب امام (ع) نے لشکر عمر سعد سے نماز ادا کرنے کی خاطر جنگ بندی کے لئے کہا تو ایک ملعون نے گستاخی کرتے ہوئے کیا کہ تمہاری نماز قبول نہیں ہوگی (نعوذ باللہ) اس وقت حضرت حبیب سے برداشت نہ ہوا اور فوراً یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے ”اے حمار (گدھے)! تیرے خیال باطل میں آل پیغمبر (ص) کی نماز قبول نہیں؟! اور تمہاری نماز قبول ہے؟!“ اس طرح دونوں کا مقابلہ ہوا حبیب نے اس ملعون کو زمین پر گرا دیا پھر باقاعدہ رجز پڑھتے ہوئے وارد میدان ہوئے شدید جنگ کی دشمن کے کئی افراد کو واصل جہنم کیا لیکن ایک تیمی شخص نے تلوار کا وار کیا جس کی تاب نہ لا کر آپ شہید ہو گئے اس نے آپ کے سر کو جدا کر لیا اسی سر کو بعد میں گھوڑے کی گردن میں باندھ کر کوفہ میں پھرایا گیا گویا کوفہ کا نامور مجاہد اہل کوفہ سے یہ کہہ رہا تھا دیکھو یہ سر آل رسول (ص) کی خاطر کٹ سکتا ہے لیکن دشمن کے سامنے جھک نہیں سکتا (۶۲) السلام علیک یا حبیب بن مظاہر الاسدی۔

8 زہر بن عمرو الاسلمی:

”زہر“ شجاع اور بہادر شخص تھے صحابی رسول (ص) اور اصحاب شجرہ میں سے تھے اور محبین اہل بیت علیہم

”-----زاہر درحقیقت زاہر بن عمرو۔۔۔الکندی ہیں جو اصحاب شجرہ میں سے تھے کوفہ میں مقیم تھے اور حضرت رسول خد(ص) سے روایت بھی نقل کی ہے حدیبیہ اور خیبر میں شریک تھے۔“

ان کے بیٹے ”مجزأة“ نے اپنے باپ کے واسطہ سے پیغمبر اکرم(ص) سے روایت بیان کی ہے فوق الذکر مطلب مختصر فرق کے ساتھ دیگر منابع میں بھی موجود ہے(۶۴) لیکن بعض محققین کے خیال میں زاہر اور زاہر اسلمی دو الگ الگ افراد ہیں۔(۶۵)

9 زياد بن عريب ابو عمرو:

10سعد بن الحارث مولى اميرالمؤمنين(ع) :

سعد بن حرث خزاعی کے نام سے معروف ہیں قدیم منابع میں ان کا نام شہدائے کربلا کی فہرست میں ذکر نہیں لیکن بعض متاخرین نے شہید کربلا کے عنوان سے ان کے حالات زندگی قلمبند کیے ہیں سعد بن حرث خزاعی نے

محضر پیغمبر اکرم (ص) کو درک کیا اس لحاظ سے صحابی رسول (ص) ہیں پھر امیر المؤمنین (ع) کے ہمراہ رہے حضرت نے انہیں کچھ عرصہ کے لئے سپاہ کوفہ کی ریاست سونپی تھی نیز کچھ مدت کے لئے انہیں آذربائیجان کا گورنر بھی منصوب کیا صاحب فرسان نے ”حدایق الوردیہ“، ”ابصار العین“، ”تنقیح المقال“ اور ”الاصابہ“ جیسی معتبر کتب سے ان کے حالات نقل کیے ہیں۔ (۷۱) نیز الاصابہ سے سعد کا ترجمہ یوں نقل کیا ہے لیکن الاصابہ میں مراجع کرنے سے یہ مطلب نہیں ملا۔

”سعد بدل سعد بن الحارث بن شاربہ بن مرة بن عمران بن رباح بن سالم بن غاضر بن حبشہ بن کنجب الخزاعی مولیٰ علی بن ابی طالب (ع) لہ ادراک وکان علی شرطۃ علی (ع) فی الکوفہ وولایۃ آذربائیجان“ (۷۲) وسیلۃ الدارین نے بھی ص ۱۲۸ پر صحابی اور شہید کربلا کے عنوان سے ذکر کیا ہے تنقیح المقال کی عبارت میں بھی اس طرح موجود ہے:

”سعد بن الحارث الخزاعی مولیٰ امیر المؤمنین صحابی امامی شہید الطف ثقہ“ مزیّد لکھتے ہیں کہ سعد بن الحارث لہ ادراک الصحبة النبوی (ص) وکان علی شرطۃ امیر المؤمنین فی الکوفۃ وولایۃ آذربائیجان (۷۳) مزیّد تفصیلات ان کتب میں موجود نہیں البتہ اتنا ضرور ملتا ہے کہ ”سعد“ امیر المؤمنین (ع) کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن و امام حسین (ع) کا ہر میدان میں یار و مددگار رہا جب حضرت امام حسین (ع) نے قیام کیا تو ابتداء میں اپنے مولا کی خدمت میں مکہ میں جاملے پھر مکہ سے کربلا آئے اور روز عاشور جنگ کرتے ہوئے جان قربان کر دی۔ (۷۴)

اس بات کا ذکر ضروری ہے کہ ”مرحوم محقق شوشتری“ نے اپنی کتاب میں ان کے صحابی ہونے پر تنقید کی ہے اس دلیل کی بنا پر کہ اگر صحابی ہوتے تو قدیم منابع نے کیوں ذکر نہیں کیا (۷۵) لیکن مذکورہ بالا بعض معتبر منابع میں ان کا ذکر صحابی رسول (ص) ہونے کے عنوان سے آجانا ہمارے مطلب کے اثبات کے لئے کافی ہے۔

11 شیب بن عبداللہ مولیٰ الحرث:

”شیب بن عبداللہ بن شکل بن حی بن جدیہ“ حضرت رسول اکرم (ص) کے صحابی اور کوفہ کی معروف و مشہور شخصیت اور بڑے بافضیلت انسان تھے (۷۶) جہاں بھی ظلم و ستم دیکھا اس کے خاتمہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے یہی وجہ ہے کہ جنگ جمل و صفین و نہروان میں بھی شرکت کی اور حضرت علی (ع) کے وفادار یار و مددگار رہے (۷۷)

مختلف معتبر منابع میں ان کا ذکر موجود ہے جیسے ”رجال طوسی“، ”استرآبادی“، ”تنقیح“، ”مقتل ابی مخنف“، ”تاریخ طبری“ وغیرہ۔ ”تنقیح“ میں ان کا ترجمہ اس طرح درج ہے:

”شیب بن عبداللہ مولیٰ الحرث صحابی شہید الطف، فوق الوثاقہ“ شیب سیف بن حارث اور مالک بن عبداللہ کے ہمراہ کربلا پہنچے اور اپنے مولا امام حسین (ع) کی اطاعت میں جنگ کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ کتاب روضۃ الشهداء ص ۲۹۵ میں ان پر سلام نقل ہوا ہے: السلام علی شیب بن عبداللہ مولیٰ بن سریع ۔

12 شوذب بن عبداللہ الہمدانی الشاکری:

جناب شوذب صحابی رسول اور حضرت علی (ع) کے باوفا ساتھی تھے مرحوم ”زنجان“ نے علامہ ”مامقانی“ سے ان کا ترجمہ نقل کیا ہے: ”ذکر العلامة مامقانی فی رجالہ شوذب بن عبداللہ الہمدانی الشاکری ان بعض من لایحصل لہ ترجمۃ تخیل اّنه شوذب مولیٰ عابس والحال ان مقامہ اجل من عابس من حیث العلم والتقویٰ وکان

شوذب علم وتقوىٰ کے اعتبار سے بلندپایہ شخصیت تھے کوفہ کی معروف علمی شخصیت ہونے کی وجہ سے اہل کوفہ کے لئے حضرت امیرالمومنین (ع) کی احادیث نقل کرتے تھے امام علی(ع) کے ساتھ تینوں جنگوں میں شریک رہے۔

قابل توجہ امر یہ ہے کہ بعض خیال کرتے ہیں کہ ”شاذ“، ”عابس شاکر“ کے غلام تھے جبکہ اہل علم حضرات سے پوشیدہ نہیں کہ لفظ مولیٰ صرف غلام کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ ”ہم پیمان“ کے معنی بھی استعمال کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض محققین نے لکھا ہے کہ چونکہ شاذ مقام علمی و معنوی کے اعتبار سے عابس پر برتری رکھتے تھے لہذا انہیں غلام عابس نہیں کہہ سکتے بلکہ عابس اور اس کے قبیلہ کے ہم پیمان وہم عہد تھے (۸۱) یہی دلیل علامہ مامقانی سے نقل شدہ ترجمہ میں بیان کی گئی ہے۔

حضرت رسول اکرم(ص) کے بزرگ صحابی تھے تمام معتبرمناہج میں ان کا ذکر موجود ہے جیسے ”رجال شیخ طوسی“، ”رجال استرآبادی“، ”مامقانی“، نیز ”الاستیعاب“، ”الاصاہ“ اور ”وسيلة الدارین“ نے بھی نقل کیا ہے تاریخ طبری اورالفتوح میں ان کے بعض واقعات بھی بیان ہوئے ہیں۔

”الاستیعاب“ کی عبارت اس طرح ہے: ”...هو عبدالرحمن بن عبدالله بن الكدن الاربی۔۔۔۔۔“انہ کان من اصحاب النبی(ص) له هجرة۔۔۔

عبدالرحمن ارحبی شجاع تجربہ کار فاضل اور فصیح و بلیغ صحابی تھے (۸۲) ۵۰ یا (۸۳) ۵۳ دعوت نامے لے کر ۱۲ رمضان المبارک ۶۰ھ کو مکہ کی طرف روانہ ہوئے بعض مورخین نے لکھا ہے کہ عبدالرحمن ارحبی ۱۵۰ افراد پر مشتمل ایک وفد کے ہمراہ حضرت امام حسین (ع) کی خدمت اقدس میں پہنچے۔ (۸۴)

مکہ میں حضرت امام (ع) کو اپنی وفاداری کا یقین دلایا پھر حضرت کے نمائندہ خاص جناب امیر مسلم کے لئے کوفہ میں انقلابی سرگرمیوں میں مشغول رہے کوفہ میں حالات خراب ہونے کے بعد کربلا میں دشمنان دین کے خلاف جنگ میں شرکت کی جب عمر بن سعد نے امام حسین (ع) کے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا تو اس صحابی رسول (ص) نے اپنی جان کی بازی لگا کر بھی اپنے مولا و آقا کی حمایت کا اعلان کیا اپنی شجاعت کے کارنامے دکھانے کے علاوہ فصاحت و بلاغت کے ذریعے بھی حسین ابن علی (ع) کی حقانیت اور بنو امیہ کے بطلان کو اپنے اشعار میں واضح کیا تاریخ میں اس وفادار صحابی کے جورجز بیان ہوئے ہیں اس زمانہ کی بہترین عکاسی کرتے ہیں کیونکہ بنو امیہ نے اسلام کے نام پر اسلام کی نابودی کا تہیہ کر رکھا تھا اس لئے وہ اصحاب کرام جواب پیغمبر اکرم (ص) کے قول و فعل کے ذریعے حقیقی اسلام کے راہبر کی شناخت کر چکے تھے آج دشمنان دین کو اسلام کے حقیقی راہبر کی اطاعت و فرمانبرداری کی طرف دعوت دینا اپنا اولین فریضہ سمجھتے ہیں عبدالرحمن کے رجز کا ایک مصرعہ یوں ہے:

انی لمن ینکرنی ابن الکن انی علی دین حسین وحسن (۸۵)

اس طرح امام حسین (ع) کو ”دین حق“ کا علمبردار سمجھتے ہوئے ان کے قدموں میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہیں اس شہید با وفا پر زیارت ناحیہ میں ان الفاظ میں سلام پیش کیا گیا ہے: السلام علی عبدالرحمن بن عبداللہ بن کدر الارحبی (۸۶)

14 عبدالرحمن بن عبد ربہ الخزرجی:

مختلف منابع نے ان کے لئے صحابی رسول (ص) ہونے کی گواہی دی ہے انہیں بعض نے انصاری بھی لکھا ہے اصل میں مدینہ میں مقیم تھے جب پیغمبر اسلام (ص) نے مدینہ میں ہجرت فرمائی تو اس و خزرج قبائل نے اسلام قبول کیا اس وقت سے ان سب کو انصاری کہا جاتا تھا صاحب قاموس الرجال نقل کرتے ہیں کہ ”عبدالرحمن بن عبد ربہ الانصاری الخزرجی کان صحابياً له ترجمة وروية وكان من مخلص اصحاب امير المؤمنين عليه السلام“ (صحابی رسول (ص) تھے جن سے روایت بھی نقل ہوئی ہے اور حضرت امیر علیہ السلام کے مخلص اصحاب میں سے تھے)

جس روایت کا تذکرہ کیا گیا ہے یہ درحقیقت ”غدير خم“ کے مقام پر پیغمبر اسلام (ص) کی جانب سے ولایت علی (ع) کا واضح اعلان کرنا ہے پھر جب وفات پیغمبر (ص) کے بعد اکثر افراد جن میں بعض نے دنیاوی مقاصد اور بعض نے خوف کی وجہ سے علی علیہ السلام خلیفہ بلا فصل تسلیم نہ کیا تو ایک مرتبہ رحبہ کے مقام حضرت علی (ع) نے لوگوں کو قسم دے کر پوچھا کہ جس نے پیغمبر (ص) سے میرے بارے میں کوئی حدیث فضیلت سنی ہو تو بلند ہو کر بیان کرے اسی اثنا میں عبدالرحمن خاموش نہ بیٹھ سکے اور اٹھ کر کہا کہ میں نے غدیر خم کے مقام پر رسول خدا (ص) کو یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ فرمایا: ”من کنت مولاه فهذا علی مولاه“ (جس جس کامیں مولا و سردار ہوں اس کا یہ علی (ع) مولا و سردار ہے)

مناسب ہوگا کہ الاصابہ فی تمیز الصحابہ کی عبارت نقل کی جائے العسقلانی یوں رقمطراز ہیں:

”عبدالرحمن بن عبد رب الانصاری ذکرہ ابن عقدہ فی کتاب المولاة فی من روی حدیث: من کنت مولاه فعلى مولاه وساق من طریق الاصبغ بن نباتة قال لما نشد على الناس في الرحبه من سمع النبي (ص) يقول يوم غدیر خم ما قال الاقام ، ولا يقوم الا من سمع ، فقام بضعة عشر رجلاً منهم : ”ابوایوب“ ، ”ابوزینب“ و ”عبدالرحمن بن عبد رب“ فقالوا نشهد انا سمعنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول ”ان الله ولي وانا ولي المومنين ؛ فمن کنت

مولاه فعلی مولاه“ (۸۷)

اس عظیم محقق کی عبارت کے مطابق دس سے زیادہ افراد کھڑے ہوئے اور گواہی دی کہ ہم نے سنا تھا کہ پیغمبر اکرم (ص) نے فرمایا: بے شک اللہ ولی ہے میں بھی مومنین کا ولی ہوں پس جس کامیں مولہ ہوں اس کا علی (ع) مولہ ہے۔

ابصار العین نے بھی بیان کیا ہے کہ ”کان هذا صحابياً وعلمه امير المؤمنين القرآن ورباه وهو احدث رواة حديث من كنت مولاه... حين طلب عليه السلام.....“

یعنی یہ صحابی پیغمبر (ص) تھے حضرت علی (ع) نے ان کی تربیت کی اور انھیں قرآن مجید کی تعلیم دی اور من كنت مولاه کی حدیث کو اس صحابی نے اس وقت بیان کیا جب حضرت علی (ع) نے گواہی طلب کی تھی (۸۸) پیغمبر (ص) کی وفات کے بعد کوفہ میں سکونت اختیار کر لی اور کوفہ کی معروف شخصیت تھے یہی وجہ ہے کہ کوفہ میں امام حسین (ع) کے لئے لوگوں سے بیعت طلب کرتے تھے لیکن جب کوفہ میں امام حسین (ع) کے لئے راہ ہموار کرنے میں ناکام ہوئے تو کربلا میں امام (ع) سے ملحق ہو کر دشمن کی خلاف جنگ لڑتے ہوئے پہلے حملہ میں یا بعد از ظہر (۸۹) شہید ہو گئے۔

15 عبدالله بن حارث بن عبدالمطلب:

کتاب ”شہدائے کربلا“ نے درج ذیل عبارت ”الاصابہ“ سے نقل کی ہے: ”ابوالہیاج عبدالله بن ابی سفیان بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم الهاشمی (۹۰) لیکن جب مراجع کیا تو ہمارے ہاں موجود ”الاصابہ“ کی عبارت اس طرح تھی: ”عبدالله بن الحارث بن عبدالمطلب بن ہاشم الهاشمی ابن عم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکان اسمہ عبدشمس فغيره النبی (ص) (۹۱)“ ان کا باپ حضرت رسول اکرم (ص) کا عموزاد اور برادر رضاعی تھا یہ صحابی رسول (ص) (ص)، عظیم شاعر بھی تھے اور انھوں نے پیغمبر (ص) سے روایت بھی نقل کی ہے اپنے بعض اشعار میں حضرت علی (ع) کی مدح و ثنا بھی بیان کی ہے۔

حضرت رسول اکرم (ص) کی وفات کے بعد امام علی (ع) کے ساتھ رہے انھیں کے ہمرکاب مختلف جنگوں میں شرکت کی ایک مرتبہ جب حضرت عبدالله کو علم ہوا کہ عمرو عاص نے بنی ہاشم پر طعن و تشنیع اور عیب جوئی کی ہے تو عمرو عاص پر سخت غصہ ہوئے اور اسے مورد عتاب قرار دیا آخر تک اہل بیت (ع) کے ہمراہ رہے کربلا میں جب حضرت امام حسین (ع) کا معلوم ہوا تو ان کی خدمت میں پہنچ کر اپنی وفاداری کا عملی ثبوت دیا۔ اس طرح عاشور کے دن رسول خدا (ص) کے نواسہ کی حمایت کرتے ہوئے یزیدی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ (۹۲)

16 عمرو بن ضبیعة:

مختلف منابع رجال و مقاتل میں ذکر ہوا ہے کہ یہ صحابی پیغمبر (ص) تھے اور کربلا میں حضرت امام حسین (ع) کے ہمرکاب شہادت پائی۔ کتاب فرسان میں الاصابہ سے نقل کیا گیا ہے کہ ”هو عمرو بن ضبیعة بن قیس بن ثعلبة الضبعی التمیمی له ذكر في المغازی...“ نیز ”رجال استرآبادی“ سے بھی نقل کرتے ہوئے یوں بیان ہوا ہے: ”قال المحقق استرآبادی فی رجاله هو عمرو بن ضبیعة... وکان فارساً شجاعاً له ادراك (۹۳)“ جناب مامقانی نے بھی انھیں صحابی ادراکی نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ تجربہ کار اور ماہر جنگجو شخص تھا کئی ایک جنگوں میں شرکت کی نیز شجاعت میں شہرت رکھتا تھا (۹۴)

ابتدا میں عمرسعد کے لشکر کے ساتھ وارد کربلا ہوا لیکن جب دیکھا کہ عمرسعد نواسہ رسول (ص) کے قتل کا ارادہ رکھتا ہے تو فوراً حضرت امام حسین (ع) کے ساتھ ملحق ہو گئے حملہ اولیٰ میں شہادت پائی زیارت ناحیہ میں عمر کے نام سے ذکر ہوا ہے: السلام علی عمر بن ضبیعہ الضجی (۹۵)

17 عون بن جعفر طیار:

کنیت ابوالقاسم ہے حضرت جعفر بن ابیطالب (ع) کے بیٹے ہیں اگرچہ سن ولادت واضح بیان نہیں ہوا لیکن چونکہ واقعہ کربلا میں ۵۴ یا ۵۷ سال کے تھے لہذا امکان ہے کہ ۴ یا ۵ ہ کو حبشہ میں ولادت ہوئی ہوگی۔ یعقوبی کے نقل کے مطابق حضرت رسول اکرم (ص) نے جنگ موتہ میں حضرت جعفر طیار کی شہادت کے بعد سال ہشتم ہجری میں عون اور ان کے بھائی عبداللہ و محمد کو اپنی گود میں بٹھایا اور پیار کرتے رہے (۹۶) ایک روایت کے مطابق رسول اکرم (ص) نے حضرت جعفر طیار کے بیٹوں کو بلایا اور سلمانی کو بلا کر کہا کہ ان بچوں کے سر کی اصلاح کرے اور پھر فرمایا: عون خلقت اور اخلاق میں میری شبیہ ہے الاصابہ میں تفصیل کے ساتھ بیان ہوا ہے (۹۷) جناب عون کا شمار حضرت علی (ع) کے یار و انصار میں ہوتا ہے حضرت علی (ع) کے ہمراہ جنگوں میں بھی شریک رہے حضرت ام کلثوم (ع) (حضرت زینب صغریٰ) کا عقد حضرت علی (ع) نے عون سے کر دیا (۹۸)

حضرت علی (ع) کی شہادت کے بعد ہمیشہ امام حسن و حسین علیہما السلام کے ساتھ رہے یہاں تک کہ جب حضرت امام حسین (ع) یزید بن معاویہ کے مظالم کی وجہ سے مدینہ سے روانہ ہوئے حضرت عون بھی اپنی زوجہ محترمہ کے ہمراہ اپنے مولا کے اس جہاد میں شریک رہے اور روز عاشور حضرت علی اکبر (ع) کی شہادت کے بعد حضرت امام (ع) کی اجازت سے وارد میدان ہوئے ۳۰ سوار اور ۱۸ پیادہ سپاہ یزید کو واصل جہنم کیا لیکن زیدرقاد جہنمی نے آپ کے گھوڑے کو زخمی کر دیا جس کی وجہ سے آپ گھوڑے پر نہ سنبھل سکے پھر اس ملعون نے تلوار کا وار کر کے شہید کر دیا۔

ان کے رجز کو تاریخ نے یوں نقل کیا ہے:

ان تنکرونی فانا بن جعفر شهید صدق فی الجنان ازھر
یطیر فیہا بجناح اخضر کفی بھذا شرفاً فی المحشر (۹۹)

18 کنانہ بن عتیق:

جناب کنانہ کوفہ کے شجاع اور متقی و پرہیزگار افراد میں سے تھے اور ان کا شمار قاریان کوفہ میں ہوتا ہے (۱۰۰) جناب کنانہ اور ان کا باپ عتیق حضرت رسول اکرم (ص) کے ہمرکاب جنگ اہدمیں شریک ہوئے (۱۰۱) وسیلۃ الدارین نے کنانہ کے ترجمہ کو رجال ابوعلی سے یوں نقل کیا ہے: ”قال ابوعلی فی رجالہ کنانہ بن عتیق الثعلبی من اصحاب الحسین (ع) قتل معہ بکربلا وقال العسقلانی فی الاصابہ ہو کنانہ بن عتیق بن معاویہ بن الصامت بن قیس الثعلبی الکوفی شہداء احداً ہو و ابوہ عتیق فارس رسول اللہ (ص) وقد ذکرہ ابن منذہ فی تاریخہ.....“ (۱۰۲) خلاصہ کلام یہ ہے کہ ”جناب کنانہ“ بھی ان اصحاب رسول خد (ص) میں سے ہیں جو حضرت امام حسین علیہ السلام کی مدد و نصرت کے لئے کربلا تشریف لائے اور اپنی جانوں کو نواسہ رسول (ص) کے قدموں میں نچھاور کیا زیارت رجبیہ اور ناحیہ میں ان پر سلام پیش کیا گیا ہے: السلام علی کنانہ بن عتیق (۱۰۳)

19مجمّع بن زیاد جھٹی:

حضرت رسول اکرم(ص) کے اصحاب میں سے تھے جنگ بدرواحد میں شریک رہے مختلف منابع نے ان کوصحابی رسول(ص) اورشہیدکربلا کے عنوان سے ذکرکیا ہے جیسے ذخیرۃ الدارین، حدایق، ابصارالعین، تنقیح المقال، اوروسیلة الدارین وغیرہ

کتاب ”الدوافع الذایتہ“ نے ”الاستعیاب“ سے عبارت نقل کی ہے کہ ”ھومجمّع بن زیاد بن عمروبن عدی بن عمروبن رفاعہ بن کلب بن مودعة الجھنی شھداً بدرّاً واحد

اس کے عبارت کے نقل کرنے کے بعدخود تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آی اٹھ صحابی جلیل بناءً علی ذالک۔۔۔ تنقیح المقال نے بھی الاصابہ اورالاستعیاب سے اس طرح کی عبارت نقل کی ہے کہ یہ صحابی رسول(ص) تھے بدرواحدمیں شریک بھی رہے لیکن ہمارے ہاں موجود الاصابہ میں یہ عبارت موجود نہیں۔

بہرحال جناب مجمع نے کوفہ میں حضرت مسلم کی بیعت کی سب لوگ حضرت مسلم کوچھوڑ گئے لیکن حضرت مجمع ان افراد میں سے تھے جوڈٹے رہے اورکوفہ میں حالات سازگار نہ ہونے کیوجہ سے کربلا میں حضرت امام حسین(ع) سے ملحق ہوکریزیدی ارادوں کوخاک میں ملانے کی خاطر حضرت امام حسین(ع) کاساتھ دیا یہاں تک کہ اپنی جان قربان کردی دشمن کربلا میں اس مجاہد کوآسانی سے شکست نہ دے سکا توان کامحاصرہ کرلیا جاتا ہے جس کی وجہ سے شہیدہوجاتے ہیں۔(۱۰۴)

20مسلم بن عوسجہ:

شیعہ وسنی کے تمام معتبر ترین منابع جیسے الاستعیاب، الاصابہ، طبقات بن سعد، تنقیح، تاریخ طبری وغیرہ میں ان کاذکر موجود ہے کہ یہ صحابی رسول خد(ص) تھے اورصدراسلام کے بزرگ اعراب میں شمار ہوتے تھے ابتدائے اسلام کی بہت سی جنگوں میں شریک رہے غزوہ آذربائیجان اورجنگ جمل وصفین ونہروان میں بھی شرکت کی حضرت علی(ع) کے باوفا یارومددگار تھے(۱۰۵) نیز مختلف صفات کے مالک بھی تھے شجاع وبہادر ہونے کے ساتھ ساتھ قاری قرآن، عالم علوم اورمتقی وپرہیزگار، باوفا اورشریف انسان تھے۔(۱۰۶)

حضرت مسلم بن عقیل کے کوفہ وارد ہوتے ہی ان کی مددو نصرت میں پیش پیش تھے اوران کی حمایت میں لوگوں سے بیعت لیتے تھے نیز مجاہدین کے لئے اسلحہ کی فراہمی اوردیگر امدادی کاروائیوں میں مصروف رہے(۱۰۷)

حضرت مسلم وجناب ہانی بن عروہ کی شہادت کے بعد مخفی طورپررات کے وقت اپنی زوجہ کوساتھ لے کر حضرت امام حسین(ع) کی خدمت میں پہنچے سات یاآٹھ محرم کومسلم کوفہ سے کربلا پہنچ گئے اورسپاہ یزید کے خلاف ہرمقام پرپیش پیش رہے۔جب امام (ع) نے حکم دیا کہ خیمہ کے اطراف میں آگ روشن کی جائے توشمرملعون نے آکر توہین آمیز جملات کہے جس پرمسلم بن عوسجہ نے حضرت امام حسین(ع) سے عرض کی کہ اگرآجازت دیں تواسے ایک تیرسے ڈھیر کردوں لیکن حضرت(ع) نے فرمایا نہیں کیونکہ میں پسند نہیں کرتا کہ ہماری طرف سے جنگ کاآغاز ہو۔(۱۰۸)

شب عاشور جس وقت امام حسین(ع) نے اپنے اصحاب کوچلے جانے کی اجازت دی توجہاں بعض دیگر اصحاب امام (ع) نے اپنی وفاداری کایقین دلایا وہاں حضرت مسلم بن عوسجہ نے جوتاثرات بیان کئے وہ سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں عرض کی: ”خدا کی قسم!ہرگز نہیں چھوڑ کے جاؤں گا یہاں تک کہ اپنے نیزہ کودشمن کے

سینہ میں توڑ نہ دوں 'خدا کی قسم اگر ستر بار مجھے قتل کردیا جائے پھر جلا کر رکھ کر دیا جائے اور ذرہ ذرہ ہو جاؤں پھر اگر زندہ کیا جاؤں تو بھی آپ (ع) سے جدانہیں ہونگا۔۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ ہر بار آپ (ع) پر اپنی جان قربان کرونگا اس لئے کہ جان تو ایک ہی جائے گی لیکن عزت ابدی مل جائے گی۔“ (۱۰۹)

حضرت مسلم بن عوسجہ عظیم صحابی رسول (ص) و امام (ع) ہیں کہ جن کو حضرت امام حسین (ع) نے ایک آیت قرآنی کا مصداق قرار دیا جب مسلم بن عوسجہ پچاس دشمنوں کو ہلاک کرنے کے بعد شہید ہو گئے تو حضرت امام (ع) فوراً ان کی لاش پر پہنچے اور فرمایا: ”خدا تم پر رحمت کرے اے مسلم“ پھر سورۃ احزاب کی آیت ۲۳ کی تلاوت کی: (فمنہم من قضیٰ نحبه ومنہم من ینتظر وما بدلو اتبدیلًا) اس طرح امام (ع) نے اپنے نانا رسول اللہ (ص) کے صحابی کو الوداع کہا: السلام علی مسلم بن عوسجۃ الاسدی۔۔۔ و کنت اول من اشتری نفسه و اول شہید

شہد اللہ

ایک روایت کے مطابق نعیم اور ان کے دو بھائیوں نظرونعمان نے حضرت رسول اکرم (ص) کو درک کیا اس طرح یہ صحابی ادرکی ہیں خزرج قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے حضرت رسول اللہ (ص) کی وفات کے بعد امام علی علیہ السلام کے ساتھ جنگ صفین میں حضرت کا ساتھ دیا حضرت علی (ع) نے ان کے بھائی نعمان کو بحرین کے علاقے کا والی بنایا (۱۱۰)

حوالہ جات:

- (۱) نیل الاوطار، ج۷، ص۱۲۷ از ثورة العين ص۳۲۔
- (۲) خلافت وملوکیت، ص۱۷۹۔
- (۳) الاصابه فی تمیز الصحابه۔ ج۱۔ ص۶۔
- (۴) اقبال الاعمال، ج۳، ص۷۹۔
- (۵) وسیلة الدارين، ص۱۰۶۔
- (۶) فرسان الهيحاء، ذبیح الله محلاتی، ص۳۶۔
- (۷) شهدائے کربلا، گروه مصنفین، ص۳۵۸۔
- (۸) سورة فتح، آیت ۱۷۔
- (۹) تنقیح المقال، مامقانی، ج۱، ص۱۵۴۔
- (۱۰) مقتل الحسين، مقدم، ج۲، ص۲۵۳۔

- (۱۱) الاستعیاب، ابن عبداللہ، ج ۱، ص ۱۱۲۔
- (۱۲) یہ مطلب درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے: اسد الغابہ، ابن اثیر، ج ۱، ص ۱۲۲۔ تاریخ الکبیر، بخاری، ج ۲، ص ۳۰۔ الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ابن جواہر العسقلانی، ج ۱، ص ۲۷۰۔
- (۱۳) فرسان الہیجاء، محلاتی، ص ۳۷۔
- (۱۴) تاریخ الکبیر، بخاری، ج ۲، ص ۲۰۔
- (۱۵) مثیر الاحزان، ص ۷۱۔
- (۱۶) اسد الغابہ، ابن اثیر، ج ۱، ص ۱۲۳۔
- (۱۷) انساب الاشراف، بلاذری، ج ۳، ص ۱۷۵ (دارالتعارف)
- (۱۸) فرسان الہیجاء، ص ۳۷۔
- (۱۹) حیاة الامام الحسین (ع)، ج ۳، ص ۲۳۴۔
- (۲۰) الفتوح، ج ۵، ص ۱۹۶۔
- (۲۱) الاقبال، ج ۳، ص ۳۴۴۔
- (۲۲) منتهی الآمال، ج ۱، ص
- (۲۳) الاصابہ، ج ۱، ص ۳۲۹۔
- (۲۴) ایضاً، ص ۱۱۸۔
- (۲۵) فرسان الہیجاء، ص ۵۴۔
- (۲۶) تنقیح المقال، ج ۱، ص ۱۹۸۔
- (۲۷) وسیلة الدارين، زنجانی، ص ۱۱۲۔
- (۲۸) مقتل الحسین (ع)، ابی مخنف، ص ۱۱۶، ۱۱۵۔
- (۲۹) زندگانی امام حسین (ع)، رسول محلاتی، ص ۲۵۲۔
- (۳۰) تنقیح المقال، مامقانی، ج ۱، ص ۲۳۴ (تین مجلد)
- (۳۱) فرسان الہیجاء، ص ۷۶۔
- (۳۲) تنقیح المقال، ج ۲، ص ۳۲۷۔
- (۳۳) حماسہ حسینی، استاد شہید مطہری (رہ) ج ۲، ص ۳۲۷۔
- (۳۴) شہدائے کربلا عبدالحسین بینش، ص ۲۸۲۔
- (۳۵) تاریخ طبری، ج ۵، ص ۲۲۶۔
- (۳۶) ایضاً
- (۳۷) انساب الاشراف، البلاذری، ج ۳، ص ۱۹۸۔
- (۳۸) قاموس الرجال، ج ۲، ص ۷۲۴۔
- (۳۹) الکامل فی التاریخ، ابن اثیر، ج ۴، ص ۷۴۔
- (۴۰) تنقیح المقال، ج ۱، ص ۲۳۴۔
- (۴۱) شہدائے کربلا عبدالحسین بینش، ص ۱۱۵۔
- (۴۲) اقبال الاعمال، ج ۳، ص ۷۸۔
- (۴۳) شہدائے کربلا عبدالحسین بینش، ص ۱۳۶۔
- (۴۴) وسیلة الدارين، ص ۱۱۴۔
- (۴۵) تاریخ اسلام، ابن عساکر، ج ۱۱، ص ۳۰۳۔
- (۴۶) تنقیح المقال، ج ۱، ص ۲۳۶۔
- (۴۷) رجال، شیخ طوسی (رہ)، ص ۷۲، اقبال، ج ۳، ص ۳۲۶۔
- (۴۸) شہدائے کربلا عبدالحسین بینش، ص ۱۳۶۔
- (۴۹) رجال، شیخ طوسی (رہ)، ص ۳۸، ۶۸۔

- (۵۰) الاصابہ، حرف ”ح“ (حبيب بن مظاہر)
- (۵۱) سفينة البحار، ج ۲، ص ۲۶۔
- ۵۲۔ بحار الانوار، مجلسی، ج ۴، ص ۳۱۱۔ (تسبیح یعنی سبحان اللہ، تمجید یعنی الحمد للہ، اور تہلیل یعنی لا الہ الا اللہ کہنا)
- (۵۳) تاریخ الطبری، ج ۵، ص ۳۵۲۔
- (۵۴) ایضاً، ج ۵، ص ۳۵۵۔
- (۵۵) ابصار العین، سماوی، ص ۷۸۔
- (۵۶) اعیان الشیعہ، ج ۲، ص ۵۵۲۔
- (۵۷) اسرا الشہادہ، ص ۳۹۶۔
- (۵۸) شہدائے کربلا، ص ۱۳۲۔
- (۵۹) الفتوح، ج ۵، ص ۱۵۹۔
- (۶۰) اخبار الرجال، الکشی، ص ۷۹۔
- (۶۱) الذمعة الساکبہ، ج ۴، ص ۲۷۲۔
- (۶۲) شہدای کربلا، ص ۱۳۵۔
- (۶۳) فرسان الہیجاء ص ۱۳۸ از وسیلة الدارین، ص ۱۳۷۔
- (۶۴) اسد الغابہ، ابن اثیر علی بن محمد، ج ۲، ص ۱۹۲، الاصابہ، ج ۱، ص ۵۲۲۔
- (۶۵) قاموس الرجال، شوشتری، ج ۲، ص ۴۰۶، ۴۰۲۔
- (۶۶) تنقیح المقال، ج ۱، ص ۴۳۸۔
- (۶۷) شہدای کربلا، ص ۱۶۲، از تنقیح، ج ۱، ص ۲۳۷ تاریخ مدینہ دمشق، ج ۲، ص ۵۰۲۔
- (۶۸) اقبال، ص ۷۹۔
- (۶۹) جمہرۃ انساب العرب، ص ۳۹۵۔
- (۷۰) ابصار العین، سماوی، ص ۱۳۴، عنصر شجاعت، ج ۲، ص ۹۴۔
- (۷۱) فرسان الہیجاء، ص ۱۵۲۔
- ۷۲) ایضاً
- (۷۳) تنقیح المقال، ج ۲، ص ۱۲۔
- (۷۴) شہدای کربلا، ص ۱۸۰۔
- (۷۵) قاموس الرجال، شوشتری، ج ۵، ص ۲۷، ۲۸۔
- (۷۶) وسیلة الدارین، ص ۱۵۵ نقل از الاصابہ، ج ۳، ص ۳۰۵۔
- (۷۷) فرسان الہیجاء، ص ۱۶۷۔
- (۷۸) وسیلة الدارین، ص ۱۵۴۔
- (۷۹) شہدائے کربلا، ص ۱۹۸۔
- (۸۰) اقبال، ص ۳۴۶۔
- (۸۱) عنصر شجاعت، ج ۱، ص ۱۳۰۔
- (۸۲) یاران پائیدار، ص ۹۷۔
- (۸۳) تاریخ الطبری، ج ۵، ص ۳۵۲۔
- (۸۴) الفتوح، ج ۵، ص ۴۸۔
- (۸۵) انساب الاشراف، ج ۳، ص ۱۹۶۔
- (۸۶) الاقبال، ج ۳، ص ۷۹۔
- (۸۷) الاصابہ، ج ۲، ص ۳۲۸۔
- (۸۸) ابصار العین فی انصار الحسین (ع)، ص ۹۲۔
- (۸۹) ذخیر الدارین، ص ۲۷۰۔

(٩٠) شهدائے کربلا، ص ٢٢٨ نقل از الاصابہ ، ج ٤، ص ١٥١.

(٩١) الاصابہ، ج ٢، ص ٢٤.

(٩٢) شهدائے کربلا، ص ٢٢٩.

(٩٣) فرسان الہیجاء، ج ٢، ص ٤.

(٩٤) تنقیح المقال، ج ٢، ص ٣٣٢.

(٩٥) الاقبال، ج ٣، ص ٧٨.

(٩٦) تاریخ یعقوبی، ج ٢، ص ٦٥.

(٩٧) الاصابہ، ج ٢، ص ٤٢ نمبر شمار ٦١١.

(٩٨) تنقیح المقال، ج ٢، ص ٣٥٥.

(٩٩) مقتل الحسين (ع) ، خوارزمی، ج ٢، ص ٣١.

(١٠٠) ابصار العین، ص ١٩٩.

(١٠١) تنقیح المقال، ج ٢، ص ٤٢.

(١٠٢) وسیلة الدارین، ص ١٨٤.

(١٠٣) الاقبال، ص ٧٨.

(١٠٤) ابصار العین، ص ٢٠١.

(١٠٥) فرسان الہیجاء، ج ٢، ص ١١٦.

(١٠٦) تنقیح المقال، ج ٣، ص ٢١٤.

(١٠٧) الکامل فی التاریخ، ج ٤، ص ٣.

(١٠٨) تاریخ الطبری، ج ٥، ص ٤٢٤.

(١٠٩) ایضاً، ج ٥، ص ٤١٩.

(١١٠) تنقیح المقال، ج ٣، ص ٢٧٤.

(١١١) ایضاً.

(١١٢) مناقب آل ابی طالب (ع) ، ج ٤، ص ١٢٢.

(١١٣) الاقبال، ج ٣، ص ٧٧.